کہا جائے کہ فرمان رسول ﷺ ہی یاد دہانی کے لئے کافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جھٹلانے والے مشرکین ہیں جو رسولوں کی تکذیب کے ساتھ ساتھ ان کی خبروں کی بھی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ قرآن کریم نے اس شہادت کو ایک مستقل حجت قرار دیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سے مراد فطرت ہے جس پر انسان کو پیدا کر کے اس میں اقرار توحید ودیعت کر دیا، اسی لئے فرمایا: اَنْ تَقُوْلُوْا ...... تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہم تو توحید سے غافل تھے یا یہ کہ شرک تو ہمارے آباؤ اجداد نے کیا تھا۔ ان کے کئے کی ہمیں کیوں سزا دی جائے۔

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

''اور پڑھ سنایئے انہیں حال اس کا جسے دیا ہم نے (علم) اپنی آیتوں کا تو وہ کترا کر نکل گیا ان سے تب پیچھے لگ گیا اس کے شیطان تو ہو گیا وہ گمراہوں میں اور اگر ہم چاہتے تو بلند کر دیتے اس کا رتبہ ان آیتوں کے باعث لیکن وہ تو جھک گیا پستی کی طرف اور پیروی کرنے لگا اپنی خواہش کی تو اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر تو حملہ کرے اس پر تب بھی ہانپے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہ حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ آپ سنائیں (انہیں) یہ قصہ شاید وہ غور وفکر کرنے لگیں بہت بری کہاوت ہے اس قوم کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور (وہ) اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے''۔

ان آیات کا مصداق کون تھا؟ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس کا نام بلعم بن آبر تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت میں اس کا نام صیفی بن راہب آتا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اہل بلقاء میں سے ایک شخص تھا جو اسم اعظم جانتا تھا اور یہ بیت المقدس میں مقیم تھا۔ ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ اہل یمن میں سے تھا، اسے بلعم کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی آیات کا علم عطا فرمایا لیکن اس نے ان کی قدر نہ کی۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے تھا۔ چونکہ مستجاب الدعوات تھا اس لئے لوگ مشکلات میں اس کی طرف رجوع کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے تبلیغ کی غرض سے شاہ مدین کی طرف روانہ کیا۔ اس بادشاہ نے اسے اپنی طرف مائل کر لیا، اسے جاگیر عطا کی اور گرانقدر انعام واکرام سے نوازا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین سے مرتد ہو کر بادشاہ کے دین کا پیروکار بن گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ شخص امیہ بن ابی الصلت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے، ممکن ہے ان کی مراد یہ ہو کہ یہ امیہ بھی بلعم کے مشابہ تھا۔ یہ پہلی شریعتوں کا بہت عالم فاضل تھا لیکن اپنے علم سے استفادہ نہ کر سکا۔ اس نے رسول خدا ﷺ کا عہد مبارک پایا۔ آپ ﷺ کی نشانیاں، آیات بینات اور معجزات اس تک پہنچے اور ہر صاحب بصیرت کے لئے یہ چیزیں روز روشن کی طرح عیاں ہوئیں۔ اس کی آپ ﷺ سے ملاقات بھی ہوئی لیکن پھر بھی آپ ﷺ کی اتباع پر

آمادہ نہ ہوا بلکہ مشرکین کے ساتھ دوستی قائم رکھی، ان کی مدد اور ان کی ہی تعریف کرتا رہا۔ مقتولین بدر پر اس نے بڑا بلیغ مرثیہ بھی کہا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس کی زبان مومن تھی، دل مومن نہیں تھا۔ توحید الٰہی اور حکم و امثال پر مشتمل اس نے بڑی فصیح و بلیغ شاعری کی ہے لیکن دولت ایمان سے محروم رہا اور اسلام کے لئے اس کو شرح صدر عطا ہی نہ ہوا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس شخص کو تین دعاؤں کا حق عطا کیا گیا کہ قبول ہوں گی۔ اس کی ایک بیوی تھی جس میں سے اس کا ایک بیٹا تھا۔ اس کی بیوی نے اسے کہا کہ ان میں سے ایک دعا میرے لئے مخصوص کر دو۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے، تم کیا چاہتی ہو؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے بنی اسرائیل کی سب سے زیادہ خوبصورت عورت بنا دے۔ اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ خوبصورت عورت بنا دیا۔ جب اسے علم ہوا کہ بنی اسرائیل میں اس جیسی کوئی حسین عورت ہے ہی نہیں تو وہ اپنے شوہر سے اعراض کرنے لگی اور اس کے اطوار اور خیالات ہی بدل گئے۔ اس کے لئے یہ سب کچھ ناقابل برداشت تھا اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ سے (دوسری) دعا کی کہ وہ اسے کتیا بنا دے۔ چنانچہ وہ کتیا بن گئی۔ دو دعائیں یونہی ختم ہو گئیں۔ اس کے بیٹے آ کر کہنے لگے کہ ہم اپنی ماں کو اس شکل میں نہیں دیکھ سکتے لوگ ہمیں عار دلاتے ہیں اس لئے دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اسے پہلی حالت پر لوٹا دے۔ چنانچہ وہ پہلے جیسی بن گئی اس طرح تینوں دعائیں اکارت گئیں۔ اس عورت کو بسوس (بے برکتی) کا نام دیا گیا۔ ان آیات کا مشہور شان نزول یہی ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک شخص تھا اور بعض کے نزدیک اس کا تعلق جبارین کے شہر سے تھا، اسم اعظم جانتا تھا اور مستجاب الدعوات تھا۔ یہ بات بالکل ہی غلط اور خلاف حقیقت ہے کہ اسے نبوت عطا کی گئی پھر اس سے وہ محروم ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جابروں کے شہر کی طرف بڑھے تو بلعم کے پاس اس کی قوم کے افراد آئے اور اسے کہنے لگے کہ موسیٰ مرد آہن ہے اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے۔ اگر وہ ہم پر غالب آ گیا تو ہمیں تباہ و برباد کر دے گا اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ موسیٰ اور اس کے لشکر کو ہم سے دور کر دے۔ وہ کہنے لگا کہ اگر یہ دعا میں نے کر دی تو میری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔ وہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے مطلوبہ دعا کر دی۔ دعا کا کرنا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام علم و فضل سے محروم کر دیا، یہی مطلب اس آیت فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ کا ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ جب میدان تیہ میں سرگرداں بنی اسرائیل کے چالیس سال بیت گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون کو نبی بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اپنی نبوت کے متعلق آگاہ کیا اور انہیں یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبارین کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کی تصدیق کی۔ لیکن بنی اسرائیل کا ایک بلعام نامی آدمی نافرمانی کر کے جبارین کے پاس چلا گیا اور انہیں کہنے لگا کہ تمہیں بنی اسرائیل سے خوفزدہ ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں کیونکہ جب تم ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلو گے تو میں ان پر بددعا کروں گا اور وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ ان جبارین کے پاس ہر قسم کا دنیاوی ساز و سامان موجود تھا لیکن بلعم ان کی عورتوں سے تمتع نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ بہت بڑی بڑی تھیں۔ اس لئے وہ اپنی ہی گدھی سے مطلب برآری کر لیا کرتا تھا، اس لئے اس کے بارے میں ارشاد ہوا: فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔ اس آیت کے ہم معنی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن یمان سے مروی ہے جس میں رسول خدا علیہ السلام نے فرمایا: "مجھے تمہارے بارے میں اس آدمی کا سا اندیشہ ہے جو قرآن کا علم رکھتا تھا یہاں تک کہ قرآن کی رونق اور شگفتگی اس کے چہرہ پر عیاں تھی، اس کی چادر اسلام تھی جس کو اس نے اوڑھے رکھا پھر وہ کترا کر اس سے نکل گیا اور اس نے اسے پس پشت ڈال دیا۔ اپنے پڑوسی کو تلوار لیکر قتل کرنے کے درپے ہو گیا اور اس پر شرک کی تہمت لگانے لگا" میں نے عرض کی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر ابنِ کثیر

تالیف

مفسر قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری

علامہ محمد الطاف حسین الازہری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور کراچی پاکستان

تفسیر ابن کثیر جلد دوم

تالیف

مفسر قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری

علامہ محمد الطاف حسین الازہری

زیر اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین ○ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

چاند کتاب محل ڈسکہ

نام کتاب	تفسیر ابن کثیر، جلد دوم
مفسر	حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن	ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
	علامہ محمد الطاف حسین الازہری
	من علماء دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	قاری اشفاق احمد خان، محمد انور سعید
اشاعت	اپریل 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z385

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون:7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون:7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-2630411-221201۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

اے اللہ کے نبی! ان دونوں میں کون شرک کا زیادہ مستحق ہے تہمت لگانے والا یا جس پر تہمت لگائی گئی؟ فرمایا: ''بلکہ، تہمت لگانے والا''(1)۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ...... یعنی اگر ہم چاہتے تو اسے اپنی آیات کی برکت سے دنیا کی غلاظت اور گندگی سے بالاتر رکھتے لیکن وہ دنیاوی زیب وزینت، لذات اور شہوات کی طرف مائل ہو گیا اور دنیا نے اسے فریب اور دھوکہ میں ڈال دیا جس طرح دنیا عموماً عقلمند لوگوں کو فریب دیا کرتی ہے۔ ابوالزاہریۃ کہتے ہیں کہ اسے ایک پل کے اوپر شیطان دکھائی دیا۔ اس کی سواری نے تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا لیکن بلعام نے شیطان کو سجدہ کیا۔ سیار بیان کرتے ہیں کہ بلعام مستجاب الدعوات تھا وہ شام یا کسی اور سرزمین میں رہتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ساتھ اس سرزمین کا رخ کیا جہاں یہ مقیم تھا۔ وہاں کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے۔ بھاگے بھاگے بلعام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس شخص (موسیٰ) اور اس کے لشکر پر بددعا کرو۔ وہ کہنے لگا کہ میں اپنے رب سے مشورہ کر لوں۔ چنانچہ اس نے مشورہ کیا تو اسے بددعا سے منع کر دیا گیا اور اسے کہا گیا کہ وہ میرے بندے ہیں اور ان میں میرا نبی بھی ہے۔ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے بددعا کے متعلق اپنے رب سے مشورہ کیا ہے لیکن مجھے اس سے منع کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اسے تحائف دیکر ورغلایا اور بددعا کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ میں اپنے رب سے مشورہ کر لوں۔ جب مشورہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے کسی چیز کا حکم نہ دیا۔ کہنے لگا کہ میں نے مشورہ کیا ہے لیکن مجھے کوئی مشورہ نہیں ملا۔ لوگ کہنے لگے کہ اگر بددعا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتی تو وہ پہلے کی طرح تمہیں منع کر دیتا۔ چنانچہ وہ ان کے فریب میں آ گیا اور بددعا کرنے لگا جب وہ ان کے لئے بددعا کرتا تو ان کی بجائے اپنی قوم پر بددعا کے الفاظ اس کی زبان پر جاری ہو جاتے۔ اس نے اپنی قوم کے لئے فتح کی دعا کرنا چاہی لیکن دعا موسیٰ اور آپ کے لشکر کے حق میں نکل گئی یا آخر میں ان شاء اللہ کے الفاظ کہہ دیتا جس سے دعا اللہ کی مشیت کے ساتھ مشروط ہو جاتی، اس کے ساتھی کہنے لگے کہ تم تو ہم پر ہی بددعا کر رہے ہو۔ وہ کہنے لگا کہ میری زبان پر تو اسی طرح دعا کے الفاظ جاری ہوتے ہیں اور اگر میں ان کے حق میں بددعا کر بھی دوں تو بھی قبول نہیں ہوگی۔ البتہ میں تمہیں ایک تدبیر بتاتا ہوں جس کے باعث ممکن ہے وہ ہلاک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زنا بہت مبغوض ہے۔ اگر وہ زنا میں مبتلا ہو جائیں تو ان کی ہلاکت یقینی ہے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ جب وہ آئیں تو ان کے سامنے اپنی عورتوں کو بھیج دینا۔ وہ مسافر لوگ ہیں شاید اس جال میں پھنس جائیں اور اس طرح اپنی ہلاکت کو دعوت دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ کی ایک بہت ہی خوبصورت اور شان وشوکت کی مالک بیٹی تھی۔ بادشاہ نے یا بلعام نے اسے تاکید کی کہ موسیٰ کے علاوہ کسی اور کے تصرف میں نہ آنا۔ چنانچہ بنی اسرائیل زنا میں مبتلا ہو گئے۔ بنی اسرائیل کا ایک سردار شہزادی کے پاس آیا اور اس سے تمتع کرنا چاہا لیکن اس نے کہا کہ میں موسیٰ کے سوا کسی کو اپنے اوپر قدرت نہیں دوں گی۔ وہ کہنے لگا: دیکھو، میرا مقام ومرتبہ بہت زیادہ ہے اور میں بڑے اونچے منصب پر فائز ہوں۔ چنانچہ شہزادی نے اس سلسلہ میں اپنے باپ سے مشورہ منگوا بھیجا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کی خواہش پوری کر دو۔ وہ دونوں رنگ رلیاں منا رہے تھے کہ ان کے پاس اولاد ہارون علیہ السلام میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے دونوں پر اپنے نیزے کا ایسا بھرپور وار کیا کہ دونوں حالت غیر میں نیزے میں پرو دیئے گئے۔ اس نے دونوں کو نیزے پر بلند کیا اور تمام لوگوں نے یہ منظر دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جس میں ستر ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے۔ سیار بیان کرتے ہیں کہ بلعام اپنی گدھی پر سوار تھا معلولی تک آیا۔ یہاں سے سواری

1۔ مسند ابی یعلیٰ

آگے نہیں بڑھ رہی تھی وہ سواری کو مارنے لگ گیا۔ سواری اکڑ گئی اور کہنے لگی کہ مجھے کیوں مارتے ہو؟ کیا تم سامنے نہیں دیکھتے وہ کیا ہے؟ اس نے دیکھا کہ سامنے شیطان ہے، وہ سواری سے اتر کر شیطان کو سجدہ کرنے لگا اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا...... بلعام کو بلعم بھی کہتے ہیں اس کے باپ کا نام باعوراء، باعور یا ابر تھا۔ بلعوم بن باعوراء بن شتھوم بن قوشتم بن ماب بن لوط بن ہاران۔ بعض نے اسے ابن حران بن آزر بتایا ہے۔ یہ بلقاء کے ایک دیہات میں مقیم تھا۔ سالم ابوالنضر کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شام میں ارض بنی کنعان کا قصد کیا تو بلعام کی قوم اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یہ موسیٰ بن عمران بنی اسرائیل کو لیکر آیا ہے تا کہ ہمیں اپنی سرزمین سے باہر نکال دے، ہمیں قتل کر دے اور ہماری جگہ بنی اسرائیل کو آباد کر دے۔ ہم تمہاری قوم ہیں۔ ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں رہے گا، تم مستجاب الدعوات ہو ان کے حق میں بددعا کر دو۔ وہ کہنے لگا ارے کم بختو! موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں، ان کے مددگار فرشتے ان کے ساتھ ہیں اور مومنین بھی ان کے دست و بازو ہیں۔ میں کیسے بددعا کروں حالانکہ میں جانتا ہوں سو جانتا ہوں؟ وہ کہنے لگے کہ ہم کہاں جائیں گے۔ اس طرح وہ اس سے زاریاں کرتے رہے اور بددعا کے لئے اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ان کے فریب میں آ گیا۔ وہ اپنی گدھی پر سوار ہو گیا اور اس پہاڑ کی طرف متوجہ ہوا جہاں سے وہ بنی اسرائیل کے لشکر کو دیکھ سکتا تھا اس پہاڑ کا نام حسبان تھا۔ تھوڑی دور جا کر اس کی سواری بیٹھ گئی۔ وہ اسے مارنے لگا، پھر وہ تھوڑی دور جا کر رک گئی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی اور وہ کہنے لگی: اے بلعام! تو کہاں جا رہا ہے، کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ میرے سامنے فرشتے ہیں جو مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں، کیا تو اللہ کے نبی اور اہل ایمان پر بددعا کرنا چاہتا ہے؟ لیکن وہ پھر بھی باز نہ آیا۔ وہ اپنی سواری کو مارتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی سواری کو آزاد چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ پہاڑ پر چڑھا اور جیش موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ہو کر بددعا کرنے لگا۔ جب وہ بددعا کرتا تو وہ اس کی اپنی ہی قوم کے حق میں نکلتی۔ جب وہ اپنی قوم کے لئے دعائے خیر کرنا چاہتا تو وہ قوم موسیٰ علیہ السلام کے حق میں نکل جاتی۔ اس کی قوم والے کہنے لگے کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ تم ان کے حق میں دعائے خیر کر رہے ہو اور ہمارے لئے بددعا کر رہے ہو۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے اس پر قدرت نہیں۔ چنانچہ اس کی زبان لمبی ہو کر اس کے سینہ پر لٹک گئی۔ اب وہ اپنی قوم سے کہنے لگا کہ میری تو دنیا و آخرت برباد ہو گئی۔ اب حیلہ اور مکر سے ہی کام چلے گا۔ میں تمہیں ایک تدبیر بتاتا ہوں۔ اپنی عورتوں کو بناؤ سنگھار کر کے کچھ سامان کے ساتھ بیچنے کے بہانے بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو اور انہیں یہ تاکید کر دو کہ اگر بنی اسرائیل کا کوئی شخص کسی عورت کو اپنے تصرف میں لانا چاہے تو وہ انکار نہ کرے۔ اگر ان کا ایک فرد بھی زنا کا مرتکب ہو گیا تو تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب عورتیں لشکر میں داخل ہوئیں تو اہل کنعان کی ایک عورت جس کا نام کسبتی تھا جو قوم کے سردار صور کی بیٹی تھی، بنی اسرائیل کے ایک زعیم کے پاس سے گزری جس کا نام زمری بن شلوم تھا اور یہ بنی شمعون بنی یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کا سردار تھا۔ جب اس نے اس عورت کو دیکھا تو اس کے دل کو بھا گئی۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ میرا خیال ہے آپ یہیں کہیں گے کہ یہ تجھ پر حرام ہے، اس کے قریب نہ جانا۔ آپ نے فرمایا: ہاں، یہ تم پر حرام ہے۔ وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! اس معاملہ میں میں آپ کی بات پر عمل نہیں کر سکتا۔ وہ اس عورت کو لیکر اپنے خیمہ میں چلا گیا اور اس سے حرام کاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں طاعون کی بیماری پھیلا دی جب یہ واقعہ ہوا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دست راست فنحاص بن عیزار بن ہارون غائب تھا۔ جب وہ واپس آیا تو طاعون کی بیماری اپنے ڈیرے جما چکی تھی۔ جب اسے زمری کے واقعہ کا علم ہوا تو اس نے اپنا نیزہ اٹھایا جو تمام کا تمام لوہے کا بنا ہوا تھا اور زمری کے خیمہ میں داخل ہو گیا۔ وہ دونوں

اکٹھے لیٹے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں کو اپنے نیزے میں پرو لیا اور فضا میں انہیں بلند کرتا ہوا باہر نکلا فنحاص تنومند قوی شخص تھا۔ اس نے نیزہ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہنی اپنے پہلو پر رکھ لی اور نیزہ منہ کے ساتھ ٹیک کیا۔ انہیں باہر لیکر نکلا تو یہ کہتے جا رہا تھا: اے اللہ! ہم تیرے نافرمان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ اس کے بعد طاعون کی بیماری ختم ہوگئی۔ زمری کی بدمعاشی سے لیکر اس کے قتل تک ستر ہزار یا کم از کم بیس ہزار آدمی طاعون کی نذر ہو کر لقمہ اجل بن گئے۔ یہ سب کچھ دن کے قلیل حصہ میں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل اپنے ذبیحہ کی سری، پائے اور اپنے اموال اور نفیس چیزوں میں سے پہلی پہلی چیز فنحاص کی اولاد کو نذر کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے باپ عیزار کا پہلوٹھی کا بیٹا تھا اور اسی کے سبب ان سے طاعون کی بیماری رفع ہوئی (1)۔

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ...... اس کے معنی میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ ابو النضر کی روایت کے مطابق بلعام کی زبان لٹک کر اس کے سینے پر آ گئی تھی تو اسے کتے کے ساتھ تشبیہ دی گئی جو دونوں حالتوں میں ہانپتا ہے خواہ اسے جھڑکا جائے یا ویسے چھوڑ دیا جائے۔ بعض نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ گمراہی پر ڈٹے رہنے، ایمان کی طرف بلانے یا نہ بلانے سے اس کے استفادہ نہ کرنے میں اس کی مثال کتے کی سی ہے جو دونوں حالتوں میں زبان لٹکائے ہانپتا رہتا ہے۔ ایسے شخص کو ایمان کی دعوت دینا اور نہ دینا دونوں چیزیں برابر ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ''سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (البقرۃ: 6)'' یکساں ہے ان کے لئے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے''، اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبۃ: 80)'' آپ بخشش طلب کریں ان کے لئے یا نہ کریں اگر آپ بخشش طلب کریں ان کے لئے ستر بار جب بھی نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ انہیں''۔ بعض نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ کافر، منافق اور گمراہ کا دل کمزور اور ہدایت سے خالی ہوتا ہے اس لئے وہ بہت دھڑکتا اور مضطرب رہتا ہے۔ اس کی اس حالت کو کتے کے ہانپنے کی حالت کے ساتھ تعبیر کیا۔

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اے محبوب! بلعام کے احوال سے واقفیت رکھنے والوں کو یہ واقعات سنائیں کہ بلعام کا کیا حشر ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا، وہ گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسم اعظم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے جو اسے نعمت بخشی تھی اس نے اس کی قدر نہ کی۔ اس کا استعمال ناحق کرنے لگ گیا بلکہ اس نے یہاں تک جسارت کی کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے پیروکار حزب الرحمٰن پر بددعا کرنے لگ گیا، اسی لئے فرمایا: لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تا کہ یہ لوگ بلعام جیسے کام کرنے سے احتراز کریں کیونکہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے، انہیں اپنے زمانہ کے لوگوں پر امتیازی شان عطا فرمائی اور ان کی کتابوں میں حضرت محمد ﷺ کے ایسے اوصاف بیان کر دیئے جنہیں وہ اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں۔ اس لئے یہ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ جس طرح ان کے انبیاء نے انہیں حکم دیا ہے اس کے مطابق حضور خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کریں، آپ کی تائید کریں اور ہر قسم کی مدد کریں۔ لہٰذا جس شخص نے ان میں سے کتاب الٰہی کی مخالفت کی اور اس کے احکام کو چھپایا تو اسے دنیا و آخرت کے رسوا کن عذاب سے واسطہ پڑے گا۔

سَآءَ مَثَلَا اِۨلْقَوْمُ...... یعنی ان لوگوں کی مثال بہت بری ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ان کی مثال کتوں کی سی ہے جن کا مقصد حرص و طمع، کھانا پینا اور شہوت رانی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ جو علم و ہدایت سے منحرف ہو کر شہوات اور خواہشات کا غلام بن گیا وہ کتے کے مشابہ

1۔ تفسیر طبری، جلد 9 صفحہ 125-126

ہو گیا، کیسی بدترین مثال ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری مثال بری مثال نہیں ہے، ہبہ دیکر واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اس کو کھا جائے" (1)۔

وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود ہی اتباع حق اور اطاعت مولیٰ سے انحراف کر کے اور دنیاوی لذات وخواہشات میں مبتلا ہو کر اپنے آپ پر ظلم کیا۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

"جسے ہدایت بخشے اللہ تعالیٰ سو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جنہیں گمراہ کردے تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے وہ گمراہ اور خائب وخاسر ہی رہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا، اسی لئے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں آتا ہے: اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَهْدِيْهِ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ(2)۔ "سب تعریفیں اللہ کے لئے ہے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اسی سے ہدایت کے طلب گار ہیں، اسی سے مغفرت کے خواستگار ہیں اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

"اور بے شک ہم نے پیدا کئے جہنم کے لئے بہت سے جن اور انسان ان کے دل (تو) ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں ان سے اور ان کی آنکھیں تو ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں ان سے اور ان کے کان تو ہیں لیکن وہ سنتے نہیں ان سے، وہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ تو غافل (وبے خبر) ہیں"۔

یعنی ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا اور تیار کئے ہیں۔ ایسے لوگ جہنمیوں جیسے اعمال کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پیدا ہونے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ یہ کیسے کیسے کام کریں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے علم کے مطابق زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لوح محفوظ میں اس چیز کو درج کر دیا۔ جس طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال قبل ساری مخلوق کی تقدیروں کو لکھ دیا تھا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا" (3)۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم

1۔ صحیح بخاری، کتاب الجنۃ، جلد 3 صفحہ 215، صحیح مسلم، کتاب الہبات 1240-1241 وغیرہ

2۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، جلد 1 صفحہ 287، مسند احمد، جلد 1 صفحہ 392 وغیرہ

3۔ صحیح مسلم، کتاب القدر 2044